سوال

(32) ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آزر، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا یا والد؟ کیونکہ "اب" کا لفظ والد کے ساتھ ساتھ چچا کے لیے بھی بولا جاتا ہے اور قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ (طارق، دو میل، مظفر آباد)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آزر کے بارے میں دو مذاہب مشہور ہیں :

1۔ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہے۔

2۔ آزر، ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں ہے۔

میری تحقیق میں پہلا مذہب ہی صحیح اور حق ہے۔

1۔ مذہب اول کے دلائل درج ذیل ہیں :

1۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِيمُ لِأَبِيهِ ءَازَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا ءَالِهَةً ... ٧٤ ... سورة الانعام

ویاد کن چون گفت ابراہیم پدر خواہ آزر را خدا میگیری بتان را۔ (فارسی ترجمہ از شاہ ولی اللہ الدھلوی ص 166)

اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر کو، تو کیا پکڑتا ہے مورتوں کو خدا؟

(اردو ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلوی ص 166)

2۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ الخ"

"ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے باپ آزر سے ملاقات کریں گے الخ" (صحیح بخاری: 3350)

3تا9: قرآن مجید میں درج ذیل آیات مبارکہ میں "کہہ کر ابراہیم علیہ السلام کے بت پرست والد کا ذکر کیا گیا ہے۔ (3) سورۃ التوبہ، آیت: 114)

(4) سورۃ الممتحنہ: 4 (5) مریم: 42 (6) الانبیاء علیہ السلام: 52) (7) الشعراء: 70

(8) الصافات: 85 (9) الزخرف: 26۔

10۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کا قول نقل کیا:

وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ٨٦ ... سورة الشعراء

"اور میرے باپ کی مغفرت کر، بے شک وہ گمراہوں میں سے تھا" (سورۃ الشعراء: 86)

ابراہیم علیہ السلام نے بار بار یا أَبَتِ کہہ کر اپنے والد کو مخاطب کیا۔

(11) سورہ مریم: 42 (12) مریم: 43 (13) مریم: 44 (14) مریم: 45

(15) سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إن إبراهيم رأى أباه يوم القيامة عليه الغَبَرةُ والقَتَرةُ"

"بے شک ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کو قیامت کے دن دیکھیں گے، اس پر گرد اور کالک چھائی ہوگی"

(السنن الکبریٰ للنسائی: ح 11375، والتفسیر للنسائی: ح 395 وسندہ صحیح ولہ طریق آخر عند البخاری فی صحیحہ: 4768)

(16) اسماعیل بن عبدالرحمان السدی (تابعی رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا: "اسم أبيه آزر"

ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر ہے۔ (تفسیر طبری: ج 7 ص 158، وسندہ حسن لذاتہ)

تنبیہ:۔

ایک دوسری روایت میں سدی مذکور نے صیغہ تمریض استعمال کرتے ہوئے کہا: "ويقال: لا، بل اسمه تارح، واسم الصنم "آزر"

(تفسیر طبری: 7/158،159، وسندہ حسن)

"ويقال" میں اشارہ ہے کہ یہ دوسرا قول مردود ہے، مجہول قائل کا یہ مردود قول تفسیر ابن ابی حاتم (4/1325) اور درمنثور (3/23) میں الفاظ کے تغیر کے ساتھ مذکور ہے۔

2۔ مذہب دوم کے دلائل درج ذیل ہیں :

1۔ مجاہد تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ :

"آزر لم یکن بأبیه، ولکنه اسم صنم"

(تفسیر ابن ابی حاتم 4/1325، وتفسیر طبری 7/158)

اس قول کی سند کا ایک راوی لیث بن ابی سلیم ہے، اسے جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے تہذیب التہذیب (ج 8 ص 417تا 419)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : "ولیث ضعیف" اور لیث (بن ابی سلیم) ضعیف ہے۔ (فتح الباری ج 2 ص 214 ح 729)

ضعف کی وجہ اس کا آخری عمر میں اختلاط ہے۔

دیکھئے تقریب التہذیب (5685) لیث مذکور مدلس بھی ہے۔

دیکھئے کتاب "مشاہیر علماء الأمصار" لابن حبان (ص 146 ارقم : 1153)

لہذا یہ روایت دو وجہ سے ضعیف و مردود ہے۔ ایک دوسری سند میں ابن ابی نجیح مدلس راوی ہیں لہذا وہ سند بھی ضعیف ہے۔

2۔ ابن جریج سے مروی ہے کہ "لیس آزر بأبیه" الخ (درمنثور ج 3 ص 23 بحوالہ ابن المنذر)

اس روایت کی کوئی سند معلوم نہیں ہے، لہذا یہ روایت مردود ہے۔

3۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ :

"اِن اَبا اِبراہیم لم یکن اسمہ آزرُ، اِنما کان اسمہ تارح"

(تفسیر ابن ابی حاتم : 4/1325 ح 7491)

یہ روایت ضعیف و مردود ہے۔

بشر بن عمارہ الخثعمی المکتب الکوفی : ضعیف ہے۔ (التقریب : 697)

ضحاک بن مزاحم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (کچھ بھی) نہیں سنا۔

دیکھئے کتاب الجرح والتعدیل (ج 4 ص 459 عن ابی زرعہ رحمۃ اللہ علیہ)

مضبوط سند کے ساتھ مروی ہے کہ عبدالملک بن میسرہ نے ضحاک بن مزاحم سے پوچھا :

کیا آپ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (کچھ) سنا ہے؟ کہا : نہیں۔ کہا : یہ (تفسیر) جو آپ بیان کرتے ہیں یہ کس سے لی ہے؟ کہا : تجھ سے اور اس سے اور اُس سے۔

(کتاب الجرح والتعدیل ج4ص458،ج8ص333،کتاب المراسیل لابن ابی حاتم ص95)

اس روایت کے راوی معلیٰ بن خالد الرازی ثقہ ہیں اور ابو اسامہ تدلیس معروف کے الزام سے بری تھے۔ دیکھئے میری کتاب "الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین"(2/44)

تنبیہ(1):۔

ابن ابی حاتم نے حسن سند کے ساتھ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے نقل کیا ہے کہ:

"یعنی بآزر: الصنم، وأبوإبراهیم اسمه: یازر وأمه اسمها: مثانی. الخ" (تفسیر ابن ابی حاتم 4/1324)

یہ روایت اسرائیلیات سے ماخوذ ہے، یازر اور آزر ایک ہی شخصیت کا نام ہے۔ صرف لہجے میں فرق ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام اور ابراہام ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ بت کا نام آزر ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بت پرست کا نام آزر نہیں ہوسکتا رام نامی ہندو، رام بت کی عبادت کرتا ہے حالانکہ عبادت صرف ایک اللہ ہی کی کرنی چاہیے۔

تنبیہ(2):۔

کسی ایک صحابی یا تابعی سے باسند صحیح قطعاً یہ ثابت نہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہیں ہے۔

تنبیہ(3):۔

سلیمان التیمی سے مجہول سند کے ساتھ مروی ہے کہ:

"بلغني أنها أعوج، وأنها أشد کلمة قالها إبراهیم، علیه السلام لأبیه" (تفسیر ابن ابی حاتم 4/1325)

یہ قول مذہب اول کے مخالف نہیں ہے کیونکہ ہٹ دھرم ضدی اور کافر باپ سے جو توحید کا انکار کرتے ہوئے اپنے بیٹے کو گھر سے نکال دے، عند الضرورت سخت الفاظ کہے جاسکتے ہیں۔

تنبیہ(4):۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارح اور لقب آزر ہے، یہ قول مذہب اول کے مطابق ہے، مخالف بالکل نہیں ہے۔

تنبیہ(5):۔

کسی ایک روایت سے قطعاً ثابت نہیں کہ قرآن میں "آزر" کا لفظ چچا "عم" کے بارے میں ہے جس شخص کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن میں بہت سی آیات میں "لابیه" یا "یاأبت" کے لفظ کا مطلب "لعمه" یا "یاعم" ہے۔ اس سے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایک دلیل قوی پیش کرے جو اس کے دعویٰ پر صریح ہو۔

خلاصہ التحقیق :۔

ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہے ،چچا کا نام آزر ثابت نہیں ہے ۔ روح المعانی میں آلوسی نے ایک روایت لکھی ہے :

"لم أزل أنقل من أصلاب الطاہرين إلى أرحام الطاہرات "(روح المعانی : ج4ص195)

یہ روایت بے اصل ہے اس مفہوم کی ایک باطل ومردود روایت ابو نعیم اصبہانی کی دلائل النبوۃ میں بھی ہے ۔(ج1ص57ح15)

اس روایت کے درج ذیل راویوں کے حالات معلوم نہیں ہیں :

یزید بن ابی حکیم !موسیٰ بن عیسیٰ ،انس بن محمد ، محمد بن عبداللہ ،احمد بن محمد بن سعید المرزوی ، محمد بن سلیمان الہاشمی ۔

اس باطل روایت کے بارے میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ :

"اخرجہ ابو نعیم من طرق عن ابن عباس رضی اللہ عنہ "

(الخصائص الکبری :1/37)

حالانکہ ابو نعیم نے اسے ایک ہی سند سے روایت کیا ہے ۔

تفسیر ابن ابی حاتم (ج9ص2828ح16028)وغیرہ میں حسن سند سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ "کی تفسیر میں فرمایا : "من نبيٍّ إلى نبيٍّ حتى أخرجك نبياً" "یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسماعیل نبی علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں "

اس موقوف قول کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ ، دادا عبدالمطلب ، پردادا ہاشم : یہ سب نبی تھے اور نہ یہ کسی کا عقیدہ ہے ، صحیح بخاری کی صحیح حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد میں سے اسماعیل علیہ السلام کے علاوہ کوئی بھی نبی نہیں تھا ۔

دیکھئے کتاب بدء الوحی (باب :1ح7)

آلوسی نے لکھا ہے کہ :

"أخرجه ابن المنذر في تفسيره بسند صحيح عن سليمان بن صرد قال .....فقال عم إبراهيم : من أجلي دفع عنه "(روح المعانی ج4ص195)

اس قول کی کوئی سند معلوم نہیں ہے ، پتا نہیں کہ آلوسی نے کہاں سے یہ دعویٰ کر رکھا ہے کہ "بسند صحیح "!، بے اصل وبے سند روایات کو "بسند صحیح "کہہ کر تسلیم کروانا بہت ہی عجیب کام ہے ۔ اگر یہ قول باسند صحیح ثابت ہو بھی جاتا تو اس کا مطلب صرف یہ ہوتا کہ ابراہیم علیہ السلام کا والد آزر اور چچا (نام غیر معلوم) دونوں آپ علیہ السلام کے سخت مخالف تھے ، اور ایسا ہونا کوئی بعید نہیں ہے ، یاد رہے کہ اس بے سند روایت میں ولدیت آزر کی نفی موجود نہیں ہے ۔

محدث کبیر ابو الاشبال احمد محمد شاکر المصری رحمۃ اللہ علیہ نے صاف صاف لکھا ہے کہ "

"أما أن اسم والد إبراهيم (آزر) فإنه عندنا أمر قطعي الثبوت ، بصريح القرآن في هذه الآية بدلالة الألفاظ على المعاني ، وأما التأويل والتلاعب بالألفاظ فما هو إلا انكار مقنع لمضمون الكلام ومعناه"

وسواء اكان اسمه فی قول اہل النسب نقلاً عن الکتب السابقۃ "تارح" اولم یکن ‘فلا اثرلہ فی وجوب الایمان بصدق مانص علیہ القرآن وبدلالۃ لفظ "لابیہ" علی معناہ الوضعی فی اللغۃ ‘والقرآن ہوالمہیمن علی ماقبلہ من کتب الادیان السابقۃ ثم یقطع کل شک ویذہب بکل تاویل الحدیث الصحیح الذي رواہ البخاري (٤/١٣٩ من الطبعۃ السلطانیہ /٦/٢٧٦ من فتح الباري)

"عَنْ أَبِي ہُرَيْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ :) يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَعَلَى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ ، فَيَقُولُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ : أَلَمْ أَقُلْ لَكَ لاَ تَعْصِنِي ؟ فَيَقُولُ أَبُوهُ : فَالْيَوْمَ لاَ أَعْصِيكَ . فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ : يَا رَبِّ ، إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لاَ تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ، فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزَى مِنْ أَبِي الأَبْعَدِ ؟ ! فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى : إِنِّي حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ ، ثُمَّ يُقَالُ : يَا إِبْرَاهِيمُ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ ؟ فَيَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ بِذِيخٍ مُلْتَطِخٍ ، فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ وليس بعدہذا النص مجال للتاعب"

یعنی : ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہونا ہمارے نزدیک ، اس آیت کریمہ میں قرآن کی صراحت کے ساتھ قطعی الثبوت ہے ، الفاظ بھی اس معنی پر دلالت کرتے ہیں ، رہا تاویلیں کرنا اور الفاظ کے ساتھ کھیلنا تو یہ قرآن کے مضمون کا انکار ہی ہے ، اہل نسب نے پہلی (محرف شدہ) کتابوں سے تارح نقل کیا ہے ، اس کا قرآن کے مقابلے میں کوئی اثر (واعتبار) نہیں ہے ، لغت میں "" کا لفظ اصل میں باپ پر دلالت کرتا ہے ، اور قرآن مجید پہلی تمام کتابوں پر فیصلہ کن حاکم اور نگران ہے ۔ پھر اس صحیح حدیث سے بھی ہر قسم کا شک اور تاویل باطل ہوجاتی ہے جسے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے باپ آزر سے ملاقات کریں گے اور آزر کے چہرے پر کالک اور گرد وغبار چھایا ہوگا تو اسے ابراہیم علیہ السلام کہیں گے : کیا میں نے تجھے یہ نہیں کہا تھا : میری نافرمانی نہ کر؟ (صحیح بخاری : 3350) اس حدیث کے بعد کسی تلاعب) الفاظ کے ساتھ کھیلنے) کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی ہے ۔ (عمدۃ التفسیر ج5ص53) (الحدیث : 3)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد1 ۔ کتاب العقائد ۔ صفحہ122

محدث فتویٰ